بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

ماہوار رسالہ

مرقع قادیانی

جلد ۳ نمبر ۴

امرتسر ۔ بابت جولائی سنہ ۱۹۳۱ء

"بطالت مرزا"

مرقع ۲ میں اعلان کیا گیا تھا کہ ایک خاص نمبر "بطالت مرزا" شائع ہوگا۔ یوں تو مرقع کا ہر نمبر بطالت مرزا ہی ہے۔ لیکن عنوان کی پابندی میں آج کا نمبر خاص ممتاز ہے۔

قادیان سے الفضل کا ایک خاص نمبر "صداقت مرزا" نکلا تھا۔ اس میں بہت سے اصحاب قلم کے مضامین تھے۔ اُن سب کو ہم نے اُن کی حیثیت سے دیکھا۔ تو اُن کی حیثیت میں اُن کے مضامین کو ٹھیک پایا۔ مگر ایک صاحب کے نام کے ساتھ ڈسٹرکٹ اور سشن جج دہلی دیکھا جن کا سارا نام یوں ہے "خانصاحب نعمت خان صاحب ڈسٹرکٹ سشن جج دہلی" ان کے مضمون کو ان کے نام کے ساتھ مطابق نہ پایا جس کا ہمیں افسوس ہے۔

وجہ اس عدم تطابق کی یہ ہے کہ آپ جیسے سشن جج سے یہ ایک ادنے

قانونی مسئلہ مخفی رہ گیا کہ مدعی کے دعوے کا ثبوت اُس کی شہادت حقہ سے اُس وقت ہوتا ہے جب وہ شہادت جرح اور مدافعت سے پاک صاف ہوکر محفوظ رہے۔ بالفاظ دیگر یہ ہے کہ جرح اور مدافعت سے پاک صاف رہنا شہادت حقہ کی ماہیت میں داخل ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ شہادت کیسی ہی صاف اور بے لاگ ہو بلکہ اُس پر جرح بھی نہ ہو لیکن اُس کے مقابلہ میں فریق ثانی اُسی وزن کی بلکہ اُس سے بھی اچھی پیش کردے تو مدعی کی شہادت بجوئے ناروزد (کوڑی کے کام کی نہیں)

مگر جج صاحب نے اپنے مضمون میں اس اصول کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ اس لئے ہم جج صاحب کے مضمون کو بالکل جانبدارانہ قرار دیں تو کہہ سکتے ہیں۔ آپ کے مضمون کی تشریح میں ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

ایک شخص مدعی کی حیثیت میں پیش ہوتا ہے کہ میں نے زید کو سو روپیہ قرض دیا یہ اُس کے دستخطی رسید ہے۔ فریق مدعا علیہ کے دستخط بھی ہیں بلکہ مہر بھی ہے جس میں کسی کو شک نہیں کہ اُسی کی ہے۔ مگر فریق ثانی اس کے جواب میں کہتا ہے کہ جس رقم کی یہ رسید ہے وہ میں ادا کرچکا ہوں۔ اُس کے ثبوت میں اس کی رسید دکھا سکتا ہوں۔ مگر ہمارے فاضل جج ہاں سشن جج دہلی ہیں کہ خلاف قانون فریق ثانی کو پوچھتے نہیں، اُس سے ثبوت لیتے نہیں اور مدعی کو ڈگری دیدیتے ہیں۔ جس پر فریق ثانی یہ شعر پڑھتا ہوا کچہری سے باہر ہو جاتا ہے ؎

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کرینگے فریاد
حیف ہے وہ بھی ترا چاہنے والا نکلا

ناظرین! ہم سچ کہتے ہیں کہ ان صاحب کے نام کے ساتھ اگر یہ معزز لقب (جج) نہ لکھا ہوتا تو ہم کبھی اس مضمون کی طرف رخ نہ کرتے کیونکہ قادیان کا اثر ہم کو معلوم ہے کہ وہ انصاف اور عقل پر پردہ ڈالدیا

کرتا ہے۔ لیکن جج خاصکر سشن جج جو درجہ اپیل کا ہے وہ بھی ایسے غلاف قانون امر کا مرتکب ہو تو ہماری کیا کسی کی حیرانی کی حد نہیں رہتی۔

فاضل جج صاحب نے یہی غفلت نہیں کی کہ مرزائی دعوے کو خلاف قانون ثابت کر دیا۔ بلکہ اس میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے جو عجیب و غریب ہی نہیں قانون حکومت کی مجلدات میں کسی صفحہ پر اس کیلئے جگہ نہیں۔

جج صاحب مرزا صاحب کی صداقت اور راستگوئی کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ

"حضور (مرزا صاحب) پر ڈاکخانہ والوں نے ایک مقدمہ دائر کیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضور نے ایک خط کھلے پیکٹ میں ڈالدیا جو ڈاکخانہ کے قواعد کے مطابق جرم تھا۔ حضور (مرزا صاحب) کو بعض وکلاء نے مشورہ دیا کہ اگر جھوٹ نہ بولا گیا تو ضرور سزا ہو جائیگی۔ لیکن حضور نے جھوٹ بولنے سے سخت نفرت ظاہر کی اور سزا کی پرواہ نہ کی۔ گو خداوند کریم نے سچ بولنے پر سزا سے محفوظ رکھا۔" (الفضل ۴۔ اپریل ۱۹۳۱ء صفحہ ۱۱)

حالانکہ ڈاک خانہ کے قواعد میں ایسے واقعہ کے متعلق صرف اتنا لکھا ہے کہ جس پیکٹ میں قلمی خط ہو وہ پیکٹ قلمی خط کے وزن سے بیرنگ سمجھکر محصول لیا جاتا ہے۔ مکتوب الیہ نہ دے تو کاتب سے وصول کیا جاتا ہے۔ وہ بھی نہ دے تو تحصیلدار کی معرفت وصول کیا جاتا ہے۔ مہربانی کر کے جج صاحب یا کوئی اور قانون دان ہمیں بتاویں کہ پوسٹل گائڈ میں ایسے فعل پر فوجداری مقدمہ چلانا کہاں لکھا ہے۔

عجوبہ ثانیہ | جج صاحب کے اس عجوبہ کی مثل ایک اور عجوبہ ہم پیش کرتے ہیں جو میاں محمود خلیفہ قادیان کا بیان کردہ ہے۔

میاں محمود کا ایک بیان الفضل میں چھپا تھا کہ میں بحری سفر میں جہاز پر بیٹھا تھا کہ ایک احمدی دوست ایک عرب کو تبلیغ کر رہا تھا۔ عرب نے پوچھا

تمہارے (پنجابی) نبی کا کوئی معجزہ ہے؟ احمدی نے کہا ہاں۔ عرب نے کہا بتاؤ۔ احمدی نے کہا ہمارے مسیح موعود نے ایک ہندو (لیکھرام) کی بابت موت کی پیشگوئی کی تھی جب اُس کا آخری دن آیا تو ہندو بڑے خوش ہوئے کہ پیشگوئی غلط ہوگئی۔ عین آخری ساعت میں معجزہ ظاہر ہوا کہ جس چھت کے نیچے وہ ہندو بیٹھا تھا اُس سے ایک زہریلہ سانپ نکلا اور اُس نے اُس ہندو کو ڈسا وہ فوراً مرگیا۔" (جل جلالہ)

(میاں محمود نے خود اس بیان کو غلط کہا)

ناظرین! یہ ہیں وہ شہادات کاذبہ جن کے ذریعہ سے نبوت کاذبہ کی اشاعت کیجاتی ہے۔

جج صاحب کی ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ

"مرزا صاحب نے ساری عمر میں جھوٹ نہیں بولا اس لئے آپ کا دعوائے مسیحیت و مہدویت و کرشنیت وغیرہ سب صحیح ہیں۔"

ہم کہہ آئے ہیں کہ ہمیں مدعی کے بیان اور شہادت پر جرح کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ہم ڈیفینس (مدافعت) کے طور پر چند واقعات پیش کرکے جج صاحب اور دیگر اہل انصاف سے اپیل کرتے ہیں۔

پہلا واقعہ مرزا صاحب نے جب اپنے دعاوی کا اظہار کیا اور مخالفوں کی طرف سے اعتراضات کی بھرمار ہوئی تو آپ نے ایک اشتہار شائع کیا جس کی سرخی یہ تھی۔

"اس عاجز غلام احمد قادیانی کی آسمانی گواہی طلب کرنے کیلئے ایک دعا اور حضرت رب العزت سے اپنی نسبت آسمانی فیصلہ کی درخواست"

"اے میرے حضرت اعلےٰ ذوالجلال قادر قدوس حی وقیوم جو ہمیشہ راستبازوں کی مدد کرتا ہے تیرا نام ابدالآباد مبارک ہے تیری قدرت کے کام کبھی رُک نہیں سکتے تیرا قوی ہاتھ ہمیشہ عجیب کام دکھلاتا ہے

تو نے ہی اس چودھویں صدی کے سر پر مجھے مبعوث کیا اور فرمایا کہ اُٹھ کہ میں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کیلئے اور اسلامی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے کیلئے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چُنا اور تو نے ہی مجھے کہا کہ تو میری نظر میں منظور ہے میں اپنے عرش پر تیری تعریف کرتا ہوں اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ تو وہ مسیح موعود ہے جس کے وقت کو ضائع نہیں کیا جائیگا۔ اور تو نے ہی مجھے کہا کہ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ میں نے لوگوں کی دعوت کیلئے تجھے منتخب کیا۔ × × × × × سوا اے میرے مولا قادر خدا اب مجھے راہ بتلا اور کوئی ایسا نشان ظاہر فرما جس سے تیرے سلیم الفطرت بندے نہایت قوی طور پر یقین کر لیں کہ میں تیرا مقبول ہوں اور جس سے ان کا ایمان قوی ہو اور وہ تجھے پہچانیں اور تجھ سے ڈریں اور تیرے اس بندے کی ہدایتوں کے موافق ایک پاک تبدیلی اس کے اندر پیدا ہو اور زمین پر پاکی اور پرہیزگاری کا اعلےٰ نمونہ دکھائیں اور ہر ایک طالب حق کو نیکی کی طرف کھینچیں اور اس طرح پر تمام قومیں جو زمین پر ہیں تیری قدرت اور تیرے جلال کو دیکھیں اور سمجھیں کہ تو اپنے اس بندے کے ساتھ ہے اور دنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے نام کی روشنی اس بجلی کی طرح دکھلائی دے کہ جو ایک لمحہ میں مشرق سے مغرب تک اپنے تئیں پہنچاتی ہے اور شمال وجنوب میں اپنی چمک دکھلاتی ہے۔ لیکن اگر اے پیارے مولا میری رفتار تیری نظر میں اچھی نہیں ہے تو مجھے اس صفحہ دنیا سے مٹا دے تا میں بدعت اور گمراہی کا موجب نہ ٹھیروں میں اس درخواست کے جلدی نہیں کرتا تا میں خدا کے امتحان کرنے والوں میں شمار نہ کیا جاؤں۔ لیکن میں عاجزی سے اور حضرت ربوبیت کے ادب سے

التماس کرتا ہوں کہ اگر میں اس عالی جناب کا منظور نظر ہوں تو تین سال کے اندر میری اس دعا کے موافق میری تائید میں کوئی ایسا آسمانی نشان ظاہر ہو جس کو انسانی ہاتھوں اور انسانی تدبیروں کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہ ہو جیسا کہ آفتاب کے طلوع اور غروب کو انسانی تدبیروں سے کچھ بھی تعلق نہیں × × × مجھے تیری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے۔ پس اگر تو تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء کو پورے ہو جائینگے۔ میری تائید اور تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلا دے اور اپنے اس بندے کو ان لوگوں کی طرح رد کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں۔ میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھونگا اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھونگا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں اور اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا اور اپنے بندے کیلئے گواہی دے جس کو زبانوں سے کچلا گیا ہے۔ دیکھ! میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اُٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر۔ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں جیسا کہ خیال کیا گیا ہے کافر کاذب نہیں ہوں تو ان تین سال میں جو اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائینگے کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔ جب تو نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ میں تیری ہر ایک دعا قبول کرونگا مگر شرکاء کے بارے میں نہیں، تبھی سے میری روح دعاؤں کی طرف دوڑتی ہے۔ اور میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود، ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں

جیسا کہ مجھے سمجھایا گیا ہے اگر میں تیرا مقبول ہوں تو میرے لئے آسمان سے ان تین برسوں کے اندر گواہی دے تا ملک میں امن اور صلح کاری پھیلے اور تا لوگ یقین کریں کہ تو موجود ہے اور دعاؤں کو سنتا اور ان کی طرف جو تیری طرف جھکتے ہیں جھکتا ہے۔ اب تیری طرف اور تیرے فیصلہ کی طرف ہر روز میری آنکھ رہیگی جبتک آسمان سے تیری نصرت نازل ہو" (ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۵)

ناظرین کرام! کیسی صاف عبارت میں کیسی صاف دعا ہے اس دعا میں مرزا صاحب نے اقرار کیا ہے کہ اگر اس سہ سالہ میعاد میں میرے لئے کوئی آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا تو میں

مردود - ملعون - کافر - خائن - بے دین - دجال وغیرہ ہوں"

اب ہم اپنے فاضل مخاطب جج صاحب سے ایک قانونی مسئلہ پوچھتے ہیں کہ

"زید مدعی نے اپنے دعوے کے ثبوت میں اپنا ہی کھاتہ پیش کرنا چاہا۔ مدعا علیہ نے کہا بیشک جو اس میں لکھا ہے مجھے منظور ہے دیکھا گیا تو اُس کھاتہ میں مدعی کے دعوے کا ثبوت نہ ملا۔"

فرمایئے آپ کی کچہری میں مدعی کو ڈگری ملجائیگی؟ اور اگر آپ کسی وجہ سے ڈگری دیدینگے تو کیا وہ ڈگری بحال رہیگی؟ واللہ ایک منٹ کیلئے بھی یہ ڈگری بحال نہیں رہ سکتی۔

اس کے جواب میں مدعی اگر یہ کہے کہ میں نے اس تحریر سے پہلے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ میرا ایک جھوٹ بھی ثابت کرو تو میں دس ہزار انعام دونگا۔ کیا اُس کا ایسا کہنا آپ جیسے قابل جج کو اپنی طرف متوجہ کر لیگا؟ بلکہ آپ صاف کہینگے ؎

یہ مان لیا ہم نے کہ عیسیٰ سے سوا ہو
جب جانیں کہ دردِ دلِ عاشق کی دوا ہو

دوسرا واقعہ ممکن ہے جج صاحب حسب قانون معدلت ہمارے پیش کردہ واقعہ کو نصاب شہادت سے کم ہونے کی وجہ سے شہادت کامل نہ جانیں اس لئے ہم ایک واقعہ اور پیش کر کے نصاب شہادت مکمل کرتے ہیں۔

جناب مرزا صاحب نے ایک مشہور پیشگوئی کی ہوئی ہے جو انہوں نے خاصکر مسلم قوم کے حصہ میں دی ہوئی ہے (شہادۃ القرآن ص۸۱) اُس سے ایک حصہ ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ احمد بیگ ہوشیار پوری اپنی لڑکی مجھ سے نہیں بیاہیگا تو وہ خود اور اُس کا داماد روز نکاح سے اڑھائی سال میں فوت ہو کر لڑکی مذکورہ بیوہ ہو کر میرے نکاح میں آئیگی۔

ہم اس مقام پر نکاح کا حصہ پیش نہیں کرتے کیونکہ قادیانی مناظروں کا اُس میں آخری عذر یہ ہے کہ چونکہ منکوحہ مذکورہ کا ناکح (مرزا سلطان محمد داماد احمد بیگ مرا نہ تھا اسلئے نکاح نہ ہوا (مولوی اللہ دتا در الفضل قادیان بلفظہٖ) اس لئے ہم اسی امر تنقیح پر بحث کر کے بتاتے ہیں کہ ناکح مذکور کا نہ مرنا خود ایک مستقل دلیل ہے جو تکذیب مرزا ہیں کافی ہے۔ غور سے سنئے۔ مرزا صاحب متوفی اس پیشگوئی کے متعلق لکھتے ہیں۔

"ان مولویوں نے اس بات پر کمر باندھی ہے کہ جہانتک ممکن ہو خدا کے نشانوں کی تکذیب کریں جاہلوں کو جو خود مردے ہوتے ہیں ان لوگوں نے دھوکے دے دے کر خراب کر دیا ہے جس طرح یہ لوگ اپنی حماقت سے اس پیشگوئی کو بطور تکذیب پیش کرتے ہیں جو آتھم کے متعلق ہے اسی طرح وہ دوسری پیشگوئی کو پیش کرتے ہیں جو احمد بیگ[ف] اور اس کے داماد[ف] کے متعلق تھی۔ مگر افسوس وہ اپنی نا انصافی سے ذرہ اُس

ف یہی دو چیزیں ہیں جو آگے مذکور ہیں ۱۲ منہ (مرقع)

بات کو نہیں سوچتے کہ اس پیشگوئی کا ایک جز نہایت صفائی سے میعاد
کے اندر پورا ہوچکا ہے اور دو ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ ٹوٹ چکی
ہے۔ پس ضرور تھا کہ جن لوگوں کو ایسا غم اور ایسی مصیبت پہنچی وہ توبہ
اور خوف سے اس لائق ہوجاتے کہ خدا تعالےٰ اس پیشگوئی کے دوسرے
حصہ میں تاخیر ڈال دیتا × × × سو سمجھنا چاہیئے کہ احمد بیگ کی موت
ایسا دردناک ماتم تھا جس سے تمام گھر ویران ہوگیا وہ چھوٹے چھوٹے
چار بچے اور ایک بیوہ چھوڑ کر مر گیا اور اُس کی موت کے بعد جس غم
اور مصیبت میں وہ سب پڑ گئے اس کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے کیا
ایسی مصیبت کی موت اور پھر سراسر پیشگوئی کے مطابق طبعاً یہ تاثیر
نہیں رکھتی تھی۔ ان لوگوں کو احمد بیگ کی وفات کے بعد اپنے عزیز
داماد کی موت کا فکر کھانے لگتا[۲]۔ اور اسطرح ہراساں ہوکر رجوع
الی الحق کرتے × × × سو چاہیئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف
انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔
بھلا جوقت یہ سب باتیں پوری ہوجائینگی تو کیا اس دن یہ احمق
مخالف جیتے ہی رہینگے۔ اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی
کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوجائینگے۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے
کی جگہ نہیں رہیگی۔ اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائیگی اور ذلت[۳]
کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح
کردینگے۔ سنو اور یاد رکھو کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی ایسی بات
نہیں جو خدا کے نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں میں ان کا نمونہ نہو۔
بیشک یہ لوگ میری تکذیب کریں اور مجھے گالیاں دیں۔ لیکن اگر میری
پیشگوئیاں نبیوں اور رسولوں کی پیشگوں کے نمونہ پر ہیں تو ان کی تکذیب

[۲] محض شاعرانہ خیال ہے نہ کہ واقعہ ۱۲ [۳] کیا پاکیزہ خلق اور شیریں کلام ہے ۱۲ (مرقع)

انہی پر لعنت ہے۔ چاہئے کہ اپنی جانوں پر رحم کریں اور روسیاہی کے ساتھ نہ مریں۔ کیا یونس کا قصہ انہیں یاد نہیں کہ کیونکر وہ عذاب[۵۴] ٹل گیا جس میں کوئی شرط بھی نہ تھی۔ اور اس جگہ تو شرطیں موجود ہیں۔ اور احمد بیگ کے اصل وارث جن کی تنبیہ کے لئے یہ نشان تھا اس کے مرنے کے بعد پیشگوئی سے ایسے متاثر ہوئے تھے کہ اس پیشگوئی کا نام لے لیکر روتے تھے[۵۵]۔ اور پیشگوئی کی عظمت دیکھکر اس گاؤں کے تمام مرد و عورت کانپ اُٹھے تھے اور عورتیں چیخیں مار کر کہتی تھیں کہ ہائے وہ باتیں سچ نکلیں۔ چنانچہ وہ لوگ اس دن تک غم اور خوف میں تھے جبتک ان کے داماد سلطان محمد کی میعاد گذر گئی پس اس تاخیر کا یہی سبب تھا جو خدا کی قدیم سنت کے موافق ظہور میں آیا خدا کے الہام میں جو توبی توبی ان البلاء علی عقبک ۱۸۸۶ء میں ہوا تھا اس میں صریح شرط توبہ کی موجود تھی اور الہام کنلو بوا یا یا تنا اس شرط کی طرف ایما کر رہا تھا × × × × یاد رکھو اس پیشگوئی کی دوسری جز[۶] پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھیرونگا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں' یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے' وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں' وہی رب ذو الجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس کی سنتوں اور طریقوں کا تم میں علم نہیں رہا اس لئے تمہیں ابتلا پیش آیا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۲/۵۴)

ناظرین کرام! یہ بیان کیسا واضح ہے جس میں صاف صاف الفاظ میں اعتراف ہے کہ داماد احمد بیگ اگر میری زندگی میں نہ مرے

"تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھیرونگا"

[۶] یعنی سلطان محمد کا آج تک نہ مرنا اور آسمانی منکوحہ کی موت

[۵۴] ایمان لانے سے عذاب ٹلا تھا لما آمنوا پڑھو ۱۲ [۵۵] یہاں تو یہ بات نہیں ہوئی ۱۲ (مرقع)

کیا ہم اس اقرار پر اپنے ایمان کا اظہار کر سکتے ہیں؟ لاریب

تشریح اس اقرار کی مزید تشریح بھی جج صاحب کی خدمت میں عرض ہے۔ اپنے معزز عہدہ (ججی) کو ملحوظ رکھکر تشریح ملاحظہ فرمائیں، مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

"میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی **تقدیر مبرم** ہے اس کی انتظار کرو اور اگر **میں جھوٹا ہوں** تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائیگی۔" (انجام آتھم ص۳۱)

جناب جج صاحب! آپ کو معلوم ہوگا کہ داماد احمد بیگ مرزا سلطان محمد آج (۱۵۔جون) تک پٹی ضلع لاہور میں زندہ سلامت ہیں۔ حالانکہ اُن کی زندگی مرزا صاحب کی تکذیب پر کافی دلیل ہے۔ پس میں یہ واقعات جناب کے سامنے پیش کرکے مصرعہ مندرجہ ذیل پر آپ کو بحیثیت جج توجہ دلاتا ہوں ؎

اگر تو مے ندہی داد روزِ دادے ہست

فیصلہ مرزا

مرزا صاحب قادیانی نے مولانا ثناء اللہ کو مخاطب کرکے دعا کی تھی کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہو وہ پہلے مرے۔ اس کا نام "آخری فیصلہ" رکھا تھا۔ اس دعا پر مفصل بحث کرکے ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب اپنے دعوے میں صادق نہیں تھے رسالہ عربی اُردو دونوں زبانوں میں ہے۔ قیمت ۵ر

(مینجر دفتر اہلحدیث سے طلب کریں)